## سوال

(55) دورِ نبوی میں لکھا جانے والا قرآنی نسخہ کہاں ہے ؟

## جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ظہیر علی اپنے ای میل میں لکھتے ہیں :

یہ بات تو معلوم ہے کہ قرآن مجید کو حضرت ابوبکر کے حکم پر زید بن ثابت نے جمع کیا تھا۔ سوال یہ ہے کہ قرآن مجید کا وہ مسودہ جو دور نبوت میں کپڑے، ہڈیوں اور دوسری چیزوں پر لکھا گیا تھا، کیا وہ حضرت عائشہ ؓ کے گھر میں محفوظ کرلیا گیا تھا؟ جبکہ یہ بات بھی معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نزول وحی کے بعد کسی ایک کاتب کا بُلا کر نازل شدہ آیات لکھوادیا کرتے تھے اور پھر ان سے سُن بھی لیا کرتے تھے تاکہ غلطی کا امکان نہ رہے۔ تو پھر کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ کاتبین وحی جس چیز پر وحی لکھا کرتے تھے وہ اپنے ساتھ لے جاتے تھے ؟

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

میں اپنے علم کی حد تک آپ کے سوال کا قطعی جواب تو نہیں دے سکتا لیکن مصری مصنف ابراہیم الابیاری کی کتاب تاریخ القرآن کے حوالے سے کچھ عرض کرتا ہوں۔

وہ تمام مواد جس پر قرآن کی چند آیات یا مکمل سورت لکھی جاتی تھی، مختلف کاتبین وحی کے پاس تھا اور دور صدیقی میں زید بن ثابت نے مصحف تیار کرنے میں انہیں کعب، حضرت عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس کی طرف منسوب ہیں۔ ان میں سورتوں کی تعداد یا ترتیب کے بارے میں تھوڑا بہت اختلاف پایا جاتا تھا۔ مثال کے طور پر عبداللہ بن مسعود کے مصحف میں سورہ فاتحہ اور آخری دو سورتیں (معوذتین) درج نہیں تھیں۔

مصحف علی سات حصوں میں تقسیم تھا۔ ہر حصے میں سورتوں کی ترتیب مصحف کی موجودہ ترتیب سے مختلف تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زید بن ثابت نے مکمل مصحف (جسے مصحف الأمّ کہا گیا) تیار کرنے کے بعد یہ سارا مواد اُن چند لوگوں کا حوالہ دیا ہے جنھوں نے نے ان چار مصاحف کو مذکورہ صحابہ کو نسل میں سے چند خاندانوں میں دیکھا ہے۔

سیدنا علی کی نسل میں ایک خاندان مصحف علی کا امین تھا۔ حضرت عثمان کے دور میں مصحف الأمّ کی بنیاد پر مزید سات نسخے تیار کیے گئے تھے جن میں ''سات حروف،، والی حدیث کی بنیاد پر قرآن کریم کو سات قراءتوں کے مطابق پڑھنے میں کج فہمی کی بنا پر پیدا ہونے والے اختلاف کو بخوبی ختم کردیا گیا تھا۔ یہ سات نسخے بشمول مدینہ منورہ، سات شہروں میں بھیجے گئے تھے۔ گو حضرت عثمان نے باقی دوسرے مصاحف کو جلا دیا تھا تاکہ کسی قسم کا اشتباہ پیدا نہ ہوسکے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ پھر بھی کئی صحابہ سے منسوب چند نسخے نسل در نسل منتقل ہوتے رہے تھے، جن میں ابوموسیٰ اشعری اور دوسرے صحابہ سے منسوب مصاحف شامل ہیں۔ اختلاف مصاحف کے موضوع پر مشتمل بہت سی کتابیں انہی مصاحف کی روشنی میں

تحریر کی گئیں، جن میں سے ایک عبداللہ بن ابوداوَد کی کتاب المصاحف ہے، جو بہت سارے مستشرقین کےلیے قرآن کی آیات میں اختلاف ظاہر کرنے کی غرض سے بنیاد بنی رہی ہے۔ (عبداللہ بن ابوداوَد کی ثقاہت محل نظر ہے جس کی بنا پر بعض محققین نے کتاب المصاحف کو معتبر قرار نہیں دیا۔ اگر ابن ابوداوَد کی ثقاہت تسلیم کر بھی لی جائے تب بھی ان کی یہ کتاب ایسی نہیں کہ اس پر آنکھ بند کرکے یقین کیا جاسکے کیونکہ اس میں موضوع اور ضعیف روایات بھی پائی جاتی ہیں۔ مستشرقین نے جن روایات سے آیات قرآنیہ میں صحابہ کے مابین پائے جانے والے اختلاف کوثابت کرنے کی کوشش کی یہ موضوع اور ضعیف روایات ہی کی قبیل سے تعلق رکھتی ہیں۔ (ناصر)۔

خیال رہے کہ مصحف عائشہ کے نام سے کسی مصحف کا وجود نہ تھا۔ (ڈاکٹر صاحب سے یہاں تسامح ہوا ہے۔ مصحف عائشہ کے نام سے ایک مصحف کا وجود رہا ہے جس کا تذکرہ بعض صحیح روایات میں موجود ہے۔ دیکھیے (مسند اسحاق بن راہویہ: 3 1042، ومصنف عبدالرزاق: 1 578، وتفسیر طبری: 5 175، حضرت عائشہؓ کےلیے اس مصحف کوان کے غلام ابویونس نے کتابت کیا تھا۔ دیکھیے (صحیح مسلم، المساجد، باب الدلیل لمن قال: الصلاۃ لوسطیٰ ھی صلاۃ العصر، حدیث: 629) ہاں! اگر ڈاکٹر صاحب کے اس کلام سے مراد یہ ہوکہ دور نبوت میں رسول اللہ ﷺ کی نگرانی میں لکھا جانے والا مصحف عائشہؓ کے پاس نہیں تھا تو یہ بات صحیح ہے۔ (ناصر)۔

جو نسخہ زید بن ثابت نے (دور صدیقی میں) تیار کیا تھا وہ حضرت عائشہؓ کے پاس محفوظ رہا۔

حضرت عمر کے دور خلافت میں وہ حضرت حفصہؓ سے اس نسخے کی تحویل کا مطالبہ کیا لیکن انہوں نے انکار کردیا۔ ان کی وفات کے بعد ہی مروان اس نسخے کو لینے میں کامیاب ہوا۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

## فتاویٰ علمائے حدیث

## جلد11